رمضان ---- شہر القرآن

خورشید احمد

رمضان کی اہمیت کے بے شمار پہلو ہیں لیکن اس کی سب سے اہم خصوصیت قرآن سے اس کی نسبت خاص ہے۔ اس پہلو پر خصوصی غور و فکر کی ضرورت ہے۔

تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ الہامی ہدایت اور روزے کا بڑا قریبی تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رہنمائی کے لیے جو ہدایت وقتاً فوقتاً نازل فرمائی ہے' اسے کسی نہ کسی پہلو سے روزے سے خصوصی نسبت حاصل رہی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جو ایام گزارے اور جن میں ان کو تورات سے نوازا گیا' ان میں آپ روزے سے رہے۔ اس کی پیروی میں یہود چالیس دن روزہ رکھنا اچھا سمجھتے ہیں اور چالیسویں دن کا روزہ ان پر فرض ہے (خروج '۳۴-۲۸)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی نزول انجیل کے زمانے میں جب کہ وہ چالیس دن تک جنگل میں تھے' روزہ رکھا (متی' ۳-۴)۔ اس تاریخ کا سب سے واضح باب سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ملتا ہے۔ آغاز نزول قرآن سے قبل کے ایام آپؐ زیادہ سے زیادہ غار حرا کی تنہائیوں میں ذکر و فکر اور عبادت الٰہی میں گزارتے۔ آپؐ اعتکاف فرماتے جس کا ایک جزو روزہ تھا۔ آپؐ روزہ اور ذکر و فکر کے اسی عالم میں تھے کہ جبریلؑ امین پہلی وحی لے کر آئے اور انسانی تاریخ میں قرآن کے دور کا آغاز ہوا۔

ان تینوں جلیل القدر انبیا کی سیرت کے اس پہلو پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول ہدایت ربانی اور روزے اور اعتکاف میں بڑا گہرا ربط اور تعلق ہے۔ نبی' اللہ کی خاطر دنیا سے کٹتا ہے اور صرف اپنے مالک اور آقا سے لو لگاتا ہے' اسی کا نام اعتکاف ہے۔ وہ جسم اور روح کی تربیت اور طہارت کے لیے کچھ خاص حدود کے اندر غذا اور نفس کی دوسری لذتوں سے کنارہ کش ہوتا ہے اور یہی روزہ ہے۔ اس طرح وہ کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ اسے اس امانت الٰہی کے اٹھانے کے لائق سمجھا جاتا ہے اور الہامی ہدایت اس پر نازل کی جاتی ہے۔ پھر وہ اس ہدایت کو لے کر انسانیت کی طرف لوٹتا ہے اور انسانیت کی نئی تشکیل کرنے میں مصروف ہو جاتا ہے۔ اگر دل کی نگاہ سے دیکھا جائے تو رمضان المبارک ہر سال امت کو انسانی تاریخ کے اسی انقلاب آفرین لمحے کی یاد تازہ کراتا ہے اور ہر سال اس رشتے کو استوار کرنے کا وظیفہ انجام دیتا ہے۔

تیس دن کے روزے وہ روحانی بالیدگی اور تقویٰ پیدا کرتے ہیں جن کے بغیر انسان حامل قرآن نہیں بن

سکتا۔ آخری عشرے یا اس کے ایک حصے کا اعتکاف، آغاز نزول قرآن کے وقت کے اعتکاف نبویؐ کی یاد تازہ کرتا ہے جبکہ پورے رمضان، تراویح میں قرآن کی تلاوت اور دوسرے لحات میں قرآن سے خصوصی شغف، امت کے اصل مشن اور اس کی حقیقی ذمہ داری کے احساس کو بیدار کرنے کا کام انجام دیتے ہیں۔ اس مبارک مہینے میں گویا نزول قرآن کی تمام کیفیات اور اس کے تمام آداب کا، ایک بار پھر، احساس اور شعور کی دنیا میں اعادہ کر دیا جاتا ہے بشرطیکہ وہ آنکھ ہو جو اس ایمان افروز کیفیت کو دیکھے، اور وہ دل ہو جو اسے محسوس کرے۔ یہ مہینہ دراصل قرآن کا مہینہ ہے اور اس کی یہی صفت ہے جسے خود زمین و آسمان کے مالک اور اس کتاب مقدس کے نازل کرنے والے نے نمایاں فرمایا ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ (البقرہ ۲: ۱۸۵)

رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کے لیے سراسر ہدایت ہے۔

اس تاریخی حقیقت کے اظہار کے ساتھ خود روزے کا ابدی مقصد بھی یہ قرار دیا:

وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰکُمْ (البقرہ ۲:۱۸۵)

اور جس ہدایت سے اللہ نے تمھیں سرفراز کیا ہے، اس پر اللہ کی کبریائی کا اظہار و اعتراف کرو۔

ایک اور پہلو سے غور کیا جائے تو قرآن اور روزے کے تعلق پر مزید روشنی پڑتی ہے۔ قرآن نے اپنے سے استفادے کی سب سے پہلی شرط تقویٰ کو قرار دیا ہے۔ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ میں اس حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے کہ قرآن کے فہم اور اس کے برکات و فیوض کا دروازہ جس کنجی سے کھلتا ہے وہ صفت تقویٰ ہے اور جن چیزوں کو حصول تقویٰ کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے، ان میں سرفہرست روزہ ہے۔ روزے کی اولین حکمت یہی بیان کی گئی ہے کہ اس کے ذریعے اہل ایمان متقی اور پرہیزگار بن سکیں (لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ)۔

اس بات کو ذرا دوسرے طریقے پر ادا کیا جائے تو ہم یوں کہتے ہیں کہ قرآن تک رسائی کے بھی چند آداب ہیں اور ان میں دو چیزیں بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ ایک، جسمانی اور دوسری، اخلاقی اور روحانی۔ ہم قرآن کو اس وقت تک چھو بھی نہیں سکتے جب تک جسمانی طور پر پاک نہ ہوں۔ لَا یَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ○ (الواقعة ۵۶: ۷۹)، "جسے مطہرین کے سوا کوئی چھو نہیں سکتا"۔ اور اس پاکی کے معنی یہ ہیں کہ نجاست کی حالت نہ ہو اور وضو یا غسل کے ذریعے طہارت جسمانی حاصل کر لی ہو۔ اگر جسمانی طہارت کے بغیر قرآن کو ہاتھ نہیں لگایا جا سکتا تو قرآن کی روح، اس کے پیغام، اس کے احکام کے فہم اور اس کے فیوض و برکات سے اس وقت تک استفادہ ممکن نہیں ہے جب تک روح، تقویٰ کی کیفیت سے آشنا نہ ہو۔ جس طرح وضو اور غسل، جسمانی طہارت کا سامان فراہم کرتے ہیں، اسی طرح روزہ، روح اور اخلاق کو تقویٰ کی نعمت سے مالا مال کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روزہ باب القرآن ہے اور رمضان شهر القرآن۔

رمضان کا قرآن سے یہ تعلق فطری طور پر ایک اور حقیقت کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کا مظہر نبیؐ کا وہ عمل ہے جس پر اعتکاف، روزہ اور عبادت منتج ہوتے ہیں، یعنی اللہ کے پیغام کو

انسانیت تک پہنچانا اور دین حق کو قائم اور غالب کرنے کی جدوجہد میں جان کی بازی لگا دینا۔

قرآن اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ اس ہدایت کا نام ہے جو اس نے اپنے آخری نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی مکمل شکل میں نازل فرمائی اور جو انسانیت کے لیے دستور حیات ہے۔ قرآن وہ کتاب ہے جس نے حق و باطل کو ایک دوسرے سے بالکل ممیز و ممتاز کر دیا ہے۔ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (البقرہ ۲: ۲۵۶)، "صحیح بات غلط خیالات سے الگ چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے"۔ جس نے ماضی کی تمام گمراہیوں کا پردہ بھی چاک کر دیا اور مستقبل کے تمام فتنوں کے رنگ و روپ کو بھی بالکل واضح کر دیا، جس نے اپنے دامن میں اس تمام ہدایت کو سمیٹ لیا جو اس سے پہلے نازل کی گئی۔ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ (المائدہ ۵: ۴۸)، "اے نبیؐ، ہم نے تمھاری طرف یہ کتاب بھیجی جو حق لے کر آئی ہے اور الکتاب میں سے جو کچھ اس کے آگے موجود ہے اس کی تصدیق کرنے والی اور اس کی محافظ و نگہبان ہے"۔ جس نے اس تمام رہنمائی کو پیش کر دیا جو مستقبل میں انسان کو درکار ہے اور جس میں اس کے تمام دکھوں کا مداوا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○ (یونس ۱۰: ۵۷)، "لوگو! تمھارے پروردگار کی طرف سے تمھارے پاس ایک نصیحت آگئی! یہ دل کے تمام امراض کے لیے شفا ہے اور ہدایت و رحمت ہے ان تمام لوگوں کے لیے جو اسے مانیں"۔

قرآن دنیا کی سب سے بڑی انقلابی کتاب ہے۔ یہ فرد کی زندگی میں بھی انقلاب برپا کرتی ہے اور انسانی تاریخ کے لیے بھی ایک نئے دور کی پیامبر ہے۔ نزول قرآن کی تاریخ سے دنیا ایک نئے اور اپنے آخری دور میں داخل ہوئی اور اس دن سے آج تک وہ قرآنی دور سے گزر رہی ہے۔

اس حیثیت سے یہ دن تاریخ کے سب سے بڑے تہذیبی اور سیاسی انقلاب کا دن ہے۔ اور رمضان اسی قافلہ انقلاب کے لیے بانگ درا کی حیثیت رکھتا ہے۔

یہ بات کچھ کم اہم نہیں ہے کہ روزے کی فرضیت اور اس کے لیے رمضان کے مہینے کے تعین کا واقعہ مکہ کے دور مظلومیت میں نہیں، مدینہ کے دور نشر و استحکام میں ہوا۔ اسی سال بدر کے میدانوں میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ خدا کی زمین پر اب خدا کی بندگی کرنے والوں کو غلبہ و اقتدار حاصل ہو گا اور رب کی بندگی ترقی پسند انسانیت کا شعار بنے گی۔

قرآن نے انسانی زندگی میں جو اخلاقی، روحانی، سیاسی اور تمدنی انقلاب برپا کیا ہے اور جو ہمہ گیر تبدیلی ابھی اس کے ذریعے آنی ہے، ان سب کا روزہ اور رمضان سے گہرا تعلق ہے۔ رمضان ہر سال یہ تذکیر کرتا ہے کہ قرآن کے ماننے والے قرآن کے مشن کا کہاں تک حق ادا کر رہے ہیں اور قرآن زندگی میں جو تبدیلی رونما کرنا چاہتا ہے اسے بروے کار لانے کے لیے کیا جدوجہد کر رہے ہیں۔ قرآن محض اذکار و اوراد کی کتاب نہیں ہے۔ یہ تو کتاب ہدایت ہے، میزان حق و باطل ہے، فرقان خیر و شر ہے، قانون حیات ہے، صحیفہ اخلاق

ہے، اساس تہذیب و تمدن ہے، مکمل دستور زندگی ہے اور واحد ذریعہ نجات ہے۔ اگر رمضان کا مرکزی تصور قرآن ہے تو پھر رمضان محاسبے کا مہینہ ہے۔ اس مہینے میں قرآن اور اس کے پیغام سے وفاداری کی کیفیت کا جائزہ لیا جانا ضروری ہے۔

قرآن اس لیے نازل نہیں کیا گیا کہ اسے ریشم کے غلافوں میں سجا کر اونچے مقامات پر رکھ دیا جائے۔ وہ اس لیے نازل کیا گیا ہے کہ انسانوں کی زندگیاں اس کے مطابق تبدیل ہوں اور انسانیت اس کی روشنی میں سفر حیات طے کرے۔ اس کے لائے ہوئے اصول اخلاق، اس کی دی ہوئی معاشرتی اقدار، اس کے وضع کردہ سیاسی قوانین، اس کے عطا کردہ معاشی تصورات نافذ اور قائم ہوں اور زندگی کا پورا نظام اس کی ہدایت کے مطابق منظم و مرتب ہو۔ قرن اول کے مسلمانوں نے اپنی زندگیوں میں قرآن کو حکمرانی کا یہی مقام دیا تھا اور اسی کے نتیجے میں وہ دنیا کے حکمران بنے تھے۔ آج بھی رمضان جس امر کی یاد دہانی کراتا ہے وہ یہی ہے کہ کیا ہم قرآن کو اس کا یہ اصل مقام دینے کو تیار ہیں، ہر ہر فرد بھی، ملت اسلامیہ بھی اور پوری انسانیت بھی؟

نزول قرآن کا جشن مناتے وقت یہی وہ کانٹے کی بات ہے جسے ہر کلمہ گو کو اپنے دل سے اور ہر مسلمان قوم کو اپنے اجتماعی ضمیر سے پوچھنا چاہیے۔ ہمارے مستقبل کا انحصار، اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، اسی سوال کے صحیح جواب پر ہے۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے، ہم اپنے دل کی بات کو امام مالکؒ کے ایک جملے میں اس طرح ادا کر سکتے ہیں کہ اس امت کے آخر کی اصلاح بھی اسی سے ہو سکتی ہے جس سے اس کے اول کی اصلاح ہوئی تھی۔ یعنی قرآن!

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ (الانعام ۶: ۱۵۵)

اور یہ کتاب ہم نے نازل کی ہے، ایک برکت والی کتاب۔ پس تم اس کی پیروی کرو اور تقویٰ کی روش اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اہم گزارش : **ترجمان القرآن** میں اشتہار دینے والے اداروں یا افراد سے معاملات میں کوئی نقصان ہو، تو **ترجمان القرآن** ذمہ دار نہ ہوگا۔ قارئین کو چاہیے کہ کوئی معاملہ کرنے سے پہلے تحقیقات کریں اور اپنی ذمہ داری پر معاملہ کریں۔ (ادارہ)